بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿اداریہ﴾

# آیا مدارس بنات غیر ضروری ھیں؟

رئیس التحریر:۔مولانا سید نسیم علی شاہ الہاشمی

گذشتہ چند مہینوں سے سنجیدہ دینی طبقے میں ایک نئے حیران کن بحث نے جنم لیا ہے۔موضوع سخن مدارس بنات ہیں۔بات ان مدارس کے وجود کے جواز اور عدم جواز اور ضرورت وعدم ضرورت تک جا پہنچی ہے۔ہر دو جانب سے اپنے مؤقف کے بیان وتائید کے لئے علمی دلائل سامنے آرہے ہیں۔بحث تادم تحریر جاری ہے، دیکھتے ہیں کیا رخ اختیار کرتا ہے اور کہاں تک جاتا ہے۔دونوں جانب اہل علم ہیں اور ہمارے لئے حد درجہ محترم اور بڑے ہیں۔موضوع بحث ''مدارس بنات کے وجود کا جواز وعدم جواز کی شریعت کی رو سے کیا صورت بنتی ہے'' یہ ہم اکابر حضرات پر چھوڑتے ہیں۔ان سطور میں ہم کوشش کریں گے کہ زنانہ دینی مدارس کے حوالے سے متاثر ہونے والے اس طبقے کی پریشانی پر قدرے روشنی ڈالیں۔جو اس بحث سے اس کے منطقی انجام سے قبل براہ راست متاثر ہورہا ہے۔اور اخیر میں زنانہ دینی مدارس کے حوالہ سے شکایت کے ازالہ اور بہتری کے لئے چند سفارشات وآراء دینے کی بھی کوشش کریں گے۔

قارئین کرام! اس میں کوئی شک نہیں کسی بھی موضوع پر کسی نتیجے تک پہنچنے کے لئے مکالمے کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور دینی اعتبار سے بھی یہ مکالمہ شروع دن سے جاری ہے اور جاری رہنا چاہیئے۔ہاں مکالمہ کی کیفیت نتائج کے اعتبار سے ایک الگ بحث طلب امر ہے۔کیونکہ مشاہدہ یہ ہے کہ کیفیت کے اعتبار سے کبھی یہ مکالمہ امت کے حق میں رحمت ثابت ہوا ہے اور ہورہا ہے۔اور کبھی فرقہ وارانہ تعصب کی بنیاد بن کر رہ گیا ہے۔ہم امید کرتے ہیں کہ یہ مکالمہ بھی مثبت انداز میں رہے گا۔مسائل کے حل کے لئے مثبت مکالمہ امت کے حق میں رحمت ہے اور اس کی ضرورت اور افادیت میں کلام نہیں لیکن موجودہ صورت حال میں دین سے لگاؤ اور شعف رکھنے والا وہ طبقہ جو اپنے مسائل اور پریشان حالی کا واحد حل خود کو اور اپنی اولاد کو حضرات علمائے کرام کے ہاتھ میں دے دینے میں تصور کرتا ہے۔وہ طبقہ اس بحث سے مخمصے کا شکار ہورہا ہے۔اور انگشت بدنداں ہے کہ شر وفساد کے اس دور ظلمت میں وہ جائیں تو کہاں؟ اور دامن پکڑیں تو کس کا؟ کیونکہ فی زمانا زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح بڑی حد تک تعلیم وتربیت کے شعبے پر بھی اغیار اور ان کے گماشتوں کی طرف سے بڑی شدت اور پوری توانائی کے ساتھ حملے جاری ہیں۔تعلیم کا سرکاری شعبہ دن بدن اپنی افادیت کھو رہا ہے۔اور میدان لادینی فکر حاملین کے لئے کھلا چھوڑنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔جس کا مشاہدہ ہمارا روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔امت کا ایک بہت بڑا طبقہ بڑی آسانی سے اور خوشی خوشی تعلیم وتربیت کے خوشنما پردے میں اغیار کے پھیلائے ہوئے ان جالوں میں پھنستا چلا جارہا ہے۔جس کے نتیجے میں لارڈ میکالے اور اس کے قبیلے والے اپنی خوابوں کو حقیقت کا روپ دھارتے دیکھ رہے ہیں۔اور ہم خوش ہیں کہ بڑی ترقی ہورہی ہے۔لادینی فکر کے اس ماحول میں ہماری نوخیز نسلیں جس طرح سرابوں کے پیچھے دوڑ پڑی ہیں اور جس طور سے ان کی ذہنی وفکری تخریب

کاری کی جارہی ہے وہ بحیثیت ملت ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں ۔ رہے وہ والدین جو اپنی اولاد کو اس سیلاب میں بہائے جانے پر رضامند نہیں ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کے اولاد کی تعلیم وتربیت صحیح نہج پر ہو اور جو پیغام صدیوں پہلے امت کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں آسودگی لانے کا باعث بنی رہی، وہی ان کے اور ان کے اولاد کی زندگی میں بھی فرحت بخش تبدیلی کا سبب ہو۔

یہی وجہ ہے کہ دین سے لگاؤ رکھنے والے اس طبقہ نے دینی مدارس سے باہر کے ماحول اور بالخصوص تعلیمی اداروں کی ظاہری چمک دمک اور چکا چوند سے اغماز برتتے ہوئے اپنی بچیوں کو حضرات علمائے کرام کے سپرد کئے رکھا ہے۔ تاکہ اس طرح ان کی موجودہ اور آئندہ نسلیں اسلام کے آفاقی تعلیمات اور پیغام جان فزاء سے محروم نہ ہوں۔ کیونکہ ایک بچی کی تعلیم وتربیت کا اثر ایک مکمل گھرانے کی فکری نشوونما اور تربیت وتعمیر پر پڑتا ہے۔ آج کی بچی نے کل کی ماں بننا ہے۔ اگر آج ایک بچی کو صحیح اسلامی اقدار وروایات کی تعلیم سے مزین کیا گیا تو کوئی وجہ نہیں کہ کل کو وہ اپنی اولاد کی بطریق احسن تربیت کا سامان نہ کر سکے۔

ایک دوسرا اور اہم سوال یہ بھی ہے کہ آج اگر ان بچیوں پر دینی مدارس کے دروازے بند کئے گئے تو یہ بچیاں کہاں جائیں گی؟ ظاہر ہے اکیسویں صدی کے اس ماحول میں ان کو جاہل تو نہیں رکھا جا سکتا۔ اور اگر رکھیں گے بھی تو اپنی کلہاڑی اپنے پاؤں پر مارنے والی بات ہوگی۔ نتیجتاً ان کو بھی موجودہ سیکولر طبقے کے تعلیمی اداروں کے وبائے عام میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ کیونکہ دوسرا کوئی راستہ نہ ہوگا۔ لہذا عدم ضرورت کی بات کرتے ہوئے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ ارباب حل وعقد اس نکتے پر بھی بطور خاص توجہ دیں۔ باقی رہی یہ بات کہ ان مدارس میں یا ان میں پڑھنے والی بچیوں سے کچھ حضرات کو تھوڑے بہت شکایات وخدشات ہیں یا ہو سکتے ہیں۔ تو ان کا حل ان مدارس کو بند کرنے کے بجائے خدشات وشکایات کا ازالہ کرنے میں تلاش کیا جانا چاہئے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ ان بچیوں اور ان کے مدارس سے امکانی شکایات اگر ان مدارس کے ماحول میں پانچ فیصدی ہیں تو "وبائے عام" میں مبتلاء ہونے کے بعد ان شکایات کا گراف بہت زیادہ بڑھنے کا قوی اندیشہ ہے۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ ہم اندازہ لگائیں کہ بے پردگی، بے ادبی کی لعنتیں عصری تعلیمی اداروں کی فاضلات میں زیادہ دیکھنے میں آتی ہیں یا دینی اداروں کے فاضلات میں بحیلہ عصری اداروں کے متعلقین شیطانی نشریاتی اداروں سے بھی پوری طرح بیعت کئے ہوئے ہیں۔ خیال ہے کہ کوئی بھی منصف مزاج فرد تہذیب وشائستگی، پردہ، بزرگوں کے ادب واحترام، دینی ومشرقی اقدار وروایات اور صحیح اسلامی طرز فکر وغیرہ کے حوالے سے دینی اداروں کے فاضلات کا تقابل عصری اداروں کے فاضلات کے ساتھ کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہ کرے گا۔

یہ تو رہی کچھ وہ باتیں جو شعوری طور پر نہ چاہتے ہوئے بھی قلمبند کی گئی۔ شعوری طور پر راقم اس رائے کا حامی ہے کہ حالاً اس حساس معاملے کو جرائد کی صفحات میں کھلے بحث مباحثے کا موضوع نہیں بنانا چاہئے۔ بلکہ متعلقہ اکابر حضرات کو پوری غور وخوض کے بعد اور ارباب مدارس کے ساتھ بالمشافہ گفت وشنید کے بعد کسی متفقہ حل کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے فیصلہ کرنا چاہیے۔ جرائد کا موضوع

بننے کی صورت میں تعلیم وتعلم کا مرکزی کردار (طالبات) اور ان کے والدین وقت سے پہلے مشکلات کا شکار ہوں گے۔ دوسرے ان کا حضرات علماء کرام پر اعتماد کمزور ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ اور وہ عناصر جن کو دینی طبقات کی موجودہ استقلال واستقامت ایک آنکھ نہیں بھاتی اور جو ہر وقت امت میں اور بالخصوص علماء میں پھوٹ ڈالنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ان کو انگشت نمائی ایک اور موقع ہاتھ آجائے گا۔ حالاً یہ معاملہ چند مجلات اور ان کے قارئین تک محدود ہے اور رہنا چاہئے کیونکہ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ اس معاملے کو کھلی بحث کا موضوع نہیں بننا چاہئے اور بتکرار عرض ہے کہ اکابر حضرات اور دیگر ذمہ داران باہم افہام وتفہیم سے معاملہ طے کریں۔ جرائد میں کھلی بحث سے کسی نتیجے تک پہنچنے سے قبل متعلقہ طالبات اور ان کے والدین بلاوجہ پریشانی کا شکار ہوں گے۔

اور اب آخر میں جو شکایات ہیں ان کے حوالے سے وفاق المدارس العربیۃ کے ارباب حل وعقد کی خدمت میں چند تجاویز وآراء پیش کی جاتی ہیں۔ شکایات کی تفصیل میں جائے بغیر ان آراء کا مقصد ان مذکورہ مدارس کے انتظام اور مقاصد دینیہ کے حصول میں بہتری کے سوا کچھ نہیں۔

## تجاویز وآراء یہ ہیں:

☆.... موجودہ اور آئندہ قائم ہونے والی زنانہ دینی مدارس کے لئے حجم، ماہیئت، وغیرہ تفصیلی شرائط۔ جن میں اقامت گاہوں اور درس گاہوں حجم ورقبہ، عمارت محل وقوع کے اعتبار سے موزونیت وعدم موزونیت کا تفصیلی نقشہ مرتب کیا جانا چاہئے درجہ بندی کے لحاظ سے قدیمی قائم مدارس اگر موجودہ معیار برقرار نہ رکھ سکے مثلاً ان کی عمارت یا رقبہ ناکافی ہو یا اندرون شہر گنجان آبادی میں اس کا محل وقوع ہے تو اس صورت میں ارباب وفاق ان مدارس کے درجہ بندی کے لحاظ سے فیصلہ کریں گے اور مشکلات کی صورت میں ان مدارس کو موجودہ سے نیچے کے درجے میں لے آیا جائے۔ مثلاً ایک مدرسہ کی عمارت درجہ ثانویہ خاصہ تک مناسب ہے اور اس کا الحاق عالیہ تک ہے۔ تو عمارت اور گنجائش کی رعایت کرتے ہوئے اس کا الحاق فقط درجہ ثانویہ خاصہ تک محدود کیا جائے تاکہ طلبات اور دیگر متعلقین کو سہولت ہو اور تعلیم وتعلم بہتر ماحول میں آگے بڑھا جاسکے۔

☆...... جملہ مذکورہ مدارس کی نظم ونسق کو برقرار رکھنے اور چلانے کے لئے صوبائی سطح پر ایک معائنہ کار ڈھانچہ تشکیل دیا جائے جو وقتاً فوقتاً ان مدارس کا معائنہ کرتا رہے اور شکایات کے فوری ازالہ کے لئے حکمت عملی اور طریقہ کار وضع کرتا رہے۔

☆...... جو مدارس وفاق المدارس العربیۃ کے ساتھ الحاق شدہ ہیں۔ اور قواعد وضوابط کی پابندی نہ کر پا رہے ہوں۔ ان کو تدریجاً حفظ القرآن الکریم اور غیر اقامتی درجہ میں لایا جائے۔ اور اگر شکایات زیادہ ہوں اور ٹھوس شواہد پر مبنی ہوں مثلاً بے پردگی اور بدانتظامی وغیرہ تو ایسے مدارس کا الحاق ختم کیا جانا چاہئے۔

☆...... حالاً صورت حال یہ ہے کہ وفاق المدارس العربیۃ فقط امتحانات کی تنظیم، نصاب تعلیم کا تعین اور سندات کے اجراء تک محدود ہے۔ طلبہ اور اساتذہ کے حقوق وفرائض کا تعین اور دیگر اصول وضوابط کے اجراء پر تا حال کوئی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ

وفاق طلبہ اور اساتذہ کے لئے حقوق وفرائض کا تعین کرے اور ان کے لئے دستور العمل وضع کرے۔

☆...... ان صفحات کا مرکزی موضوع زنانہ دینی مدراس کے حوالے سے وفاق المدارس کے زیرنگرانی حضرات اکابر اور مدارس کے مہتممین حضرات اور دیگر ذمہ داروں کی بالمشافہ گفت وشنید کے لئے اجلاسوں کا انعقاد کیا جائے، شرکائے اجلاس پوری تیاری کے ساتھ آئیں جرائد اور اخبارات میں اس معاملے کو قبل از وقت مشق سخن نہ بنایا جائے۔

☆...... زنانہ دینی مدارس کی علمی اور اخلاقی معیار کو بلند تر کرنے کے لئے ارباب مدارس کے تعاون سے ایسے عملی اقدامات اٹھائے جائیں کہ قوم کا ان مدارس پر اعتماد مزید قوی ہو۔ اور قوم کی وہ بیٹیاں جو کہ عصری تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم ہیں وہ بھی دینی تعلیمی اداروں کے محفوظ اور نسبتاً بہتر و پاکیزہ ماحول میں پرورش پانے پر رضامند ہوں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ مسئلے کی جن پہلوؤں کی ان سطور میں نشان دہی کی جاسکی ان پر بھی توجہ دی جائے گی۔ ہماری دعا ہے کہ امت صراط مستقیم پر قائم رہے۔ اور حضرات اکابر سے ہماری توقع ہے کہ وہ ان عناصر کو موقع قطعاً نہ دیں گے، جو سرے سے دین ومذہب کے وجود کے خلاف ہیں۔ خدا ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ امین۔

والسلام

رئیس التحریر


اہل علم کی دلچسپی کے لئے مجلس التحقیق الفقہی کے مطبوعات

زیر نگرانی: مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی (ایم این اے)

(1) جدید مالیاتی نظام کا اسلامی تصور:

اسلامی مالیاتی نظام کا عملی خاکہ اہل علم وتحقیق کا فقہ اسلامی کی روشنی میں مالی نظام کی جدید تشکیل، اسلامی بنکاری اور دیگر تحقیقی مقالات جو کہ اسلام آباد فقہی سیمینار منعقدہ 2003ء میں پیش کئے گئے۔

کمپیوٹر طباعت: ریکسین جلد صفحات: 319 زرتعاون: 240 روپے

(2) امام ابوحنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت:

امام اعظمؒ بحیثیت ایک عظیم محدث وراوی فقہ کی اہمیت اور دیگر عنوانات پر اہل علم وتحقیق کے مقالات

کمپیوٹر طباعت: ریکسین جلد صفحات: 147 زرتعاون: 170 روپے

برائے رابطہ: ناظم دفتر مجلس التحقیق الفقهی

جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان ڈیرہ روڈ بنوں

فون: 0092-928-331353 فیکس: 331355 ای میل: almarkazulislami@maktoob.com